دوحہ قطر میں الشیخ رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پر غم وافسوس کی لہر

دوحہ قطر کے علمی حلقوں میں اور خصوصاً عرب اور غیر عرب ساتھیوں میں جب علامہ محمد مدنی کی وفات کی خبر پہنچی تو شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو کہ جس کی آنکھوں سے قطرۂ دکھ نہ گرا ہو۔ والد محترم جناب ڈاکٹر شاہ محمد علوی صاحب دوحہ میں شیخ کے خاص احباب میں سے تھے۔ مولانا حافظ محمد یونس آزاد نے لاہور سے فون کر کے بروقت یہ اطلاع ہم تک پہنچائی اور پھر یہ خبر نہ رہی بلکہ ہر مسلکی ساتھی کیلئے غم کا پہاڑ بن گئی۔ وزیر اوقاف شیخ عبداللہ احمد الغراب، دوحہ میں مسلک اہل حدیث کے نامور قطری عالم الشیخ خالد الدرھم (قاضی محکمہ شرعیہ)، معروف قطری سلفی عالم الشیخ بلال السویدی، مؤسسۃ الشیخ عید بن محمد آل ثانی الخیریہ کے امیر الشیخ علی السویدی اور مؤسسۃ کے نائب امیر الشیخ ہاشم العوضی، الشیخ محمد مدنی ؒ کے خاص دوست جناب فضلیۃ الشیخ محمد ابراہیم الھتمی حفظہ اللہ نے خاص غم وافسوس کا اظہار کیا اور سبھی نے فون پر والد محترم سے اپنے صدمے کا اظہار کیا اور الشیخ کیلئے دعائے مغفرت کی۔

نہایت اختصار کے ساتھ یہ کہ علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ اپنی شخصیت میں ایک انجمن تھے۔ آپؒ جہاں پر ایک پُر وقار مقرر، دور اندیش قائد اور قابل رہنما تھے، وہیں پر وفا شعار، جانثار ساتھی، اتفاق کے داعی انسان تھے۔ یقیناً آپؒ کے اٹھ جانے سے جماعت اہل حدیث ایک عظیم رہنما اور سکالر سے محروم ہو گئی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شیخ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان خصوصاً آپؒ کے برادرانِ گرامی حافظ عبدالحمید عامر، حافظ احمد حقیق، مولانا عبدالرشید، حافظ عبدالرؤف، آپؒ کے فرزند ارجمند مولانا خالد مدنی صاحب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سب اہل خانہ مع والدین آپؒ کی بلندی درجات کیلئے دعا گو ہیں۔ کیا خوب شاعر نے کہا ہے ؎

آہ! کل تک تھا جو رونقِ زندگی آج شہر خموشاں کی زینت بنا
زندگی سے خفا ہو کے وہ چل دیا جیتے جی جو کسی سے خفا نہ ہوا

یہ ایک حقیقت ہے کہ اصل موت تو زندوں کو بھگتنا پڑتی ہے۔ مرنے والا تو مر کر احساس وشعور کے ساتھ تمام ہو جاتا ہے لیکن اسے کیا معلوم کہ اس کے پیچھے کس کس کی آنکھ میں آگ جلی، کس کس کے سینے سے دھواں اٹھا۔ یقیناً موت آتی تو سبھی انسانوں پر ہے مگر بعض اوقات مرنے والے کے ساتھ ساتھ بہت سے زندوں کو بھی مردہ سا کر جاتی ہے۔

ولی کامل حضرۃ الشیخ علامہ محمد مدنی

بن حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہما اللہ

راقم: مولانا فیض احمد مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس کا کسی طور بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے دوٹوک الفاظ میں فرمادیا ہے: ﴿كل نفس ذائقة الموت﴾ (آل عمران:۱۸۵) ترجمہ: ''ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔''

عربی کے شاعر نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

الموت قدح كل نفس شاربوها　　　　والقبر باب كل نفس داخلوها

ترجمہ: موت ایک پیالہ ہے جسے ہر ذی روح نے پینا ہے اور قبر ایک دروازہ ہے جس میں ہر نفس نے داخل ہونا ہے۔

بلکہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے انداز میں یوں فرمایا: ﴿أينما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في بروج مشيدة﴾ (النساء:۷۸) ترجمہ: ''تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔''

گر لاکھ برس جیئے تو پھر مرنا ہے　　　　پیمانۂ عمر اک دن بھرنا ہے

مگر بعض شخصیات ایسی عظمت و رفعت کی حامل ہوتی ہیں کہ جن کی موت ایسے خلاء اور زخم چھوڑ جاتی ہے کہ جو صدیوں پُر ہوتے نظر نہیں آتے۔ کیونکہ ان کی زندگی ایک گلشن کی سی ہوتی ہے۔ جس میں بے شمار خوبیوں اور خصوصیات کے پھولوں کی خوشبو شامل ہوتی ہے۔

ان عظیم الشان شخصیات میں سے حضرۃ الشیخ علامہ محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور رحمہما اللہ بھی ایک ہیں۔ آپ 18 فروری 2002ء بروز سوموار بوقت عصر جناح ہسپتال لاہور میں اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ (إنا لله وإنا إليه راجعون) اور درج ذیل آیت: ﴿فمن كان يرجوا لقاء ربه فليعمل

عملاً صالحاً و لا یشرک بعبادۃ ربه أحداً﴾ (الکھف:۱۱۰) ترجمہ: ''پس جو بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔'' کے مصداق حضرۃ الشیخ علامہ محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور رحمہما اللہ نیک اعمال کرتے ہوئے اور سب سے اعلیٰ عمل یعنی کلمۂ توحید پڑھتے ہوئے اپنے رب کریم سے جا ملے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست — تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

الشیخ محمد مدنی ؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی زندگی ہی میں عرب وعجم میں مقبول فرما دیا تھا۔ آپ ؒ اللہ تعالیٰ کے ایک سچے ولی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ؒ کو بیشار خوبیوں سے نواز رکھا تھا۔ جن کی ایک لمبی داستان ہے ۔

زندگی گزاری ایک ایسی انجمن بن کر — کہ جاتے جاتے داستان چھوڑ گئے

میں نے آپ رحمہ اللہ کو انتہائی قریب سے دیکھا۔ آپ ؒ میں عقیدۂ توحید، تقویٰ، توکل، صبر و شکر اور سادگی انتہا درجے کی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ؒ کی یہ خوش قسمتی بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ؒ کو ایک مذہبی گھرانے کے عالم باعمل حضرت حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ کے ہاں پیدا فرمایا۔ دادی اماں حفظہا اللہ (شیخ ؒ کی والدہ محترمہ) فرماتی ہیں میرے ہاں بچہ پیدا ہو کر فوت ہو گیا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی کہ اے اللہ اب تو مجھے جو بچہ عطا فرمائے گا میرا وعدہ ہے کہ میں اسے تیرے دین کیلئے وقف کر دوں گی۔ پڑھتے پڑھتے وہ ایک بڑا عالم دین بن جائے گا اور پھر پوری زندگی تیرے دین کی خدمت میں گزارے گا اور میں کبھی بھی اس کی تنخواہ کا لالچ نہیں کروں گی۔ واقعی ماں کی دعا میں خلوص تھا کہ وہ قبول ہوئی۔ شیخ رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ دینی علوم پڑھتے پڑھتے مدینہ یونیورسٹی پہنچے۔ وہاں سے پھر ایک بڑے عالم دین اور بین الاقوامی سکالر بن کر ابھرے اور پھر پوری زندگی عرب وعجم میں دینِ اسلام کی خدمت میں گزار دی۔ الحمد للہ

بین الاقوامی شخصیت ہونے کی وجہ سے لوگ سمجھتے تھے کہ شیخ رحمہ اللہ سے ملاقات مشکل ہوگی۔ اکثر لوگ ہم سے ان کی ملاقات کے متعلق پوچھتے تو ہم ایک ہی جواب دیتے کہ بھئی شیخ رحمہ اللہ سے ملاقات بہت آسان ہے کیونکہ وہ نماز پنجگانہ جامعہ کی مسجد میں باجماعت صفِ اول میں ادا کرتے ہیں۔ اس لئے آپ نماز کے اوقات میں ان سے مسجد میں بآسانی مل سکتے ہیں۔

اور واقعی ایسا ہوتا تھا کیونکہ ان کے اندر باجماعت نماز کی اتنی تڑپ تھی کہ جونہی اذان ہوتی تو آپ

رحمہ اللہ سیدھے مسجد سلطان کا رخ کرتے اور فراغتِ نماز کے بعد لوگوں سے ملاقات کرتے اور مسجد میں ہی ایک پررونق مجلس لگ جاتی۔

آپ رحمہ اللہ اکثر و بیشتر نماز فجر کے بعد اساتذہ اور طلبۂ جامعہ کو درس دیتے اور ابتداء میں آپ رحمہ اللہ ہمیشہ یہ آیت مبارکہ ﴿وذكر فان الذكرىٰ تنفع المؤمنين﴾ الذاریات ۵۵ ترجمہ: ''اور آپ ﷺ انہیں نصیحت کرتے رہیں یقیناً یہ نصیحت مومنوں کو نفع دیگی۔'' مع ترجمہ تلاوت فرماتے پھر سب سے پہلے نماز کی تاکید فرماتے ساتھ ہی باجماعت نماز میں سستی کرنے والوں کا انتہائی سختی سے نوٹس لیتے پھر اساتذہ کے احترام کا سبق دیتے اور طلبہ کو ہمیشہ پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی تلقین کرتے۔ یہ وعظ و نصیحت انکی زندگی کا عظیم الشان معمول تھا۔ علاوہ ازیں انکی ذات میں بیشمار خصوصیات تھیں۔

چند ایک کا اختصاراً ذکر کیا جاتا ہے:

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت:

شیخ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے رسول ﷺ سے بے پناہ محبت تھی اسی لئے آپؒ نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اکرم ﷺ کی رسالت کو ڈنکے کی چوٹ بیان کیا۔

آپؒ کا کوئی خطبہ، خطاب، وعظ، درس، مجلس یا گفتگو ایسی نہ تھی کہ جسمیں توحید و رسالت کا تذکرہ نہ ہو۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے جب تک میں توحید و رسالت بیان نہ کروں مجھے سکون نہیں ملتا۔ حتیٰ کہ آپؒ نے اپنی زندگی میں جو آخری خطبہ دیا اس میں بھی توحید کو واضح الفاظ میں بیان کیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ عقیدہ درست ہے تو سب کچھ درست ہے اور اگر عقیدہ خراب ہے تو تمام اعمال بے کار ہیں پھر آپؒ نے اپنے عقیدے کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا میں نے اللہ کو اسکی توحید میں مانا تو وحدہٗ لاشریک مانا اور میں نے محمد ﷺ کو اسکی رسالت میں مانا تو وحدہٗ لاشریک مانا۔ آپؒ نے جامعہ اثریہ کی مسجد سلطان میں توحید کے عنوان پر ہر جمعہ کو بعد از نماز مغرب مسلسل کافی عرصہ تک درس ارشاد فرماتے رہے جو کہ قرآن مجید کی آیات اور صحیح احادیث سے مزین ہوتے تھے۔ وہ تمام دروس ''اُثریہ کیسٹ ہاؤس'' میں ''عقیدہ و عمل'' کے عنوان پر کیسٹوں میں محفوظ ہیں۔ آپؒ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے ہمارا دربار بھی ایک ہے وہ بیت اللہ اور ہماری سرکار بھی ایک ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ۔

عقیدۂ توحید اور اس پہ عمل: آپؒ انتہائی ٹھوس عقیدۂ توحید کے مالک تھے۔ آپؒ نے پوری زندگی خالص عقیدۂ توحید کے مطابق گزاری کیونکہ آپؒ کا اعلان تھا کہ جب تک عقیدہ درست نہیں ہوگا اسوقت تک عمل بے کار ہوگا ہمیشہ آپؒ کی یہ کوشش رہی کہ خالص عقیدۂ توحید تمام لوگوں تک پہنچ جائے اور وہ اس کے مطابق عمل پیرا بھی ہو جائیں۔ آپؒ عقیدہ وعمل پر گفتگو کرتے ہوئے قرآن وحدیث اور عقلی دلائل کے انبار لگا دیتے تھے۔ جسکی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں بھی مجمع ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے خالص عقیدے کی دولت سے نواز دیتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات لوگ آپؒ کی تقریر سننے کے بعد علی الاعلان کہتے ہم آج صحیح مسلمان ہوئے ہیں اور ہمیں آج ہی صحیح عقیدۂ توحید نصیب ہوا ہے۔

قرآن مجید سے شغف اور سنت نبویؐ سے پیار:

شیخ رحمہ اللہ کو قرآن مجید سے بے حد شغف تھا۔ آپؒ روزانہ صبح سب سے پہلے بڑی دیر تک لمبی تلاوتِ قرآن مجید کرتے اور پھر کسی دوسری چیز کا مطالعہ کرتے۔ آپؒ اندرون یا بیرون ملک کا سفر کرتے قرآن مجید ہمیشہ آپؒ کے ساتھ ہوتا آپؒ گاڑی میں ہوتے یا جہاز میں قرآن مجید کی تلاوت بدستور جاری رکھتے۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو پورے قرآن مجید پر علمی عبور عنایت فرمایا تھا۔ آپؒ اپنے ہر خطاب میں ایسی آیات تلاوت کر کے علمی نکات بیان کرتے جن پر پہلے کسی اہل علم نے کم ہی گفتگو کی ہوتی۔ ایک مرتبہ تلاوت کرتے کرتے آپؒ نے پچیس پارے پڑھ دیئے۔ اچانک خیال آیا کہ حدیث پاک کے مطابق قرآن مجید کو تین دن سے پہلے مکمل نہیں پڑھنا چاہیے۔ چنانچہ فوراً تلاوت بند کردی اور ذکر واذکار میں مصروف ہوگئے۔ بقایا پانچ پارے اگلے دو دنوں میں مکمل کئے۔

ہسپتال میں جناح ہسپتال اور علامہ اقبال میڈیکل کالج کے چیف ایگزیکٹو پروفیسر عیس محمد صاحب نے کہا کہ شیخ محمد مدنی رحمہ اللہ نیک آدمی ہیں انہیں قرآن مجید سے بہت محبت ہے لہذا ان کے پاس مسحور کن آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے چنانچہ ہم نے امام کعبہ الشیخ عبدالرحمان السدیس حفظہ اللہ کی آواز میں تلاوت لگادی تو شیخ رحمہ اللہ کی طبیعت کو سکون محسوس ہونے لگا۔ میں نے کہا شیخ صاحب بتلائیں کس سورت کی تلاوت ہو رہی ہے؟ آپؒ نے فوراً جواب دیا سورۃ ''الرحمان'' کی ... ساتھ ہی مسکرا دیئے اور واقعی وہی سورۃ تھی۔ (الحمدللہ علی ذالک)

تقویٰ: شیخ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت تقویٰ عطا فرمایا تھا۔ جس کی وجہ سے آپؒ کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی تھی کہ کسی بھی موڑ پر اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ ہو۔ میں نے دیکھا آپؒ تقریباً آٹھ نو ماہ تک بیمار رہے اور پھر بخار کی شدتوں کے باوجود آپؒ جوتا پہنتے تو دایاں پہلے، اتارتے تو بایاں پہلے، کپڑے پہنتے تو دائیں جانب سے، اتارتے تو بائیں جانب سے حتیٰ کہ کنگھی تک دائیں جانب سے شروع کرتے۔ باتھ میں داخل ہوتے تو پہلے بایاں پاؤں رکھتے اور دعا پڑھتے، نکلتے تو دایاں پاؤں پہلے رکھتے اور دعا پڑھتے۔ سوتے تو دعا پڑھتے اٹھتے تو دعا پڑھتے۔ گاڑی یا جہاز میں بیٹھتے ہی سفر کی دعائیں شروع کر دیتے۔ بلندی کی طرف چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے، نیچے کی طرف اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ کھانا بسم اللہ سے شروع کرتے فارغ ہو کر الحمدللہ پڑھتے اور برتن ہمیشہ اس طرح صاف کرتے جیسے دھویا جاتا ہے۔ دوران ہسپتال میں نے کئی مرتبہ عرض کیا کہ شیخ صاحب آپ کے دائیں ہاتھ پہ کینولہ لگا ہوا ہے لہذا آپؒ بائیں ہاتھ سے کھا پی لیا کریں مگر پھر بھی اکثر و بیشتر آپؒ دائیں ہاتھ کو ہی استعمال کر لیتے۔ میرا اور دیگر دوست احباب کا مشاہدہ ہے کہ آپؒ ہر اس بات سے بچنے کی کوشش کرتے جس میں کتاب و سنت کی ذرا سی بھی خلاف ورزی ہوتی نظر آتی۔ یہ تمام خصائل عظیمہ آپؒ کے متقی ہونے کی عظیم الشان علامتیں ہیں۔

شب بیداری: آپؒ کو اللہ رب العزت نے شب بیداری کی نعمت بھی عطا کر رکھی تھی۔ جہاں آپؒ نماز پنجگانہ باجماعت صف اول میں ادا کرتے وہاں آپؒ رات کی تنہائیوں میں اٹھتے، وضو کرتے اور اپنے اللہ کریم کی بارگاہ میں نماز تہجد ادا فرماتے اور بعد میں انتہائی خشوع وخضوع سے رو رو کر لمبی لمبی دعائیں کیا کرتے۔ ایک مرتبہ میں بالائی منزل میں لیٹا ہوا تھا میری اہلیہ (شیخ رحمہ اللہ کی بیٹی) نے کہا کہ کسی کے رونے کی آواز آ رہی ہے نیچے جا کر دیکھیں کیا مسئلہ ہے۔ مجھے تو معلوم تھا کہ شیخ صاحبؒ ہیں اس لئے چپ رہا۔ انہوں نے اصرار کیا کہ ضرور دیکھیں میں جلدی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا واقعی شیخ رحمہ اللہ مصلے پر ہاتھ اٹھائے بیٹھے تھے۔ میں نے واپس آ کر کہا کہ یہ آپؒ کے ابا جان کی آواز ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ ہم دونوں پہ رقت طاری ہوگئی۔ (ربنا تقبل منہ)

تعمیر مساجد و مدارس:

آپؒ مساجد اور مدارس کی تعمیر میں بہت دلچسپی رکھتے تھے اور اکثر و بیشتر فرماتے تھے کہ مساجد و

مدارس دین اسلام کے قلعے اور چھاؤنیاں ہیں۔ آپؒ کو مساجد سے بہت محبت تھی کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں۔ آپؒ نے سینکڑوں کی تعداد میں مساجد و مدارس تعمیر کروائے اور ان کی ایسی شاندار تعمیر کرواتے تھے کہ جنہیں دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ بعض مساجد کیلئے تو آپؒ نے دن رات ایک کر دیا مثلاً سوہاوہ میں مسجد بنانے کیلئے آپؒ نے آٹھ سال تک کیس لڑا جونہی اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو فوراً آپؒ نے وہاں ایک عظیم الشان اور وسیع مسجد تعمیر کروادی۔ اور پھر اس میں بذات خود ایک شاندار افتتاحی خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ آپؒ کے خلوص کا نتیجہ ہی ہے کہ اس دن سے لیکر آج تک مسجد آباد ہے اور ہر جمعۃ المبارک کو نمازیوں سے بھرپور ہوتی ہے۔ صبح و شام بچے قرآن مجید اور نماز کا سبق پڑھتے ہیں۔ الحمدللہ اسی طرح تمام مساجد آباد ہیں۔ یقیناً انہیں ہر مسجد کے نمازیوں اور ہر مدرسے کے طلبہ کی جانب سے ثوابِ عظیم ملتا رہے گا کیونکہ یہ عظیم ترین صدقۂ جاریہ ہے (ان شاء اللہ)

خدمتِ خلق:

جہاں آپ رحمہ اللہ دن رات خدمتِ دین کیلئے کوشاں رہے وہاں آپؒ نے خدمتِ خلق کیلئے بھی بہت کام کیا ہسپتال بنوائے، ڈسپنسریاں قائم کیں، کنویں کھدوائے، نلکے لگوائے اور لوگوں کے روزگار کیلئے راستے ہموار کئے اور ہر جماعتی دوست احباب کی کسی نہ کسی طریقے سے خدمت و حوصلہ افزائی کی۔ علاوہ ازیں بیشمار یتیموں کیلئے وظائف لگوائے نیز مقامی و ملکی حالات کی خرابی کی صورت میں ہر ممکن تعاون بھی کرتے تھے۔

صلہ رحمی: شیخ رحمہ اللہ نے ہمیشہ صلہ رحمی کی پاسداری کی، صلہ رحمی میں اول درجہ والدین کا ہوتا ہے۔ اسلئے آپؒ اپنے والدین کا از حد احترام کرتے اور انکی ہر بات پر لبیک کہتے تھے۔ آپؒ نے پوری زندگی اپنے والدین کو راضی رکھا اور انکی ہر وقت دعائیں بھی حاصل کیں۔ شیخؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ ابا جان مرحوم کی زندگی میں مجھے جتنی تنخواہ ملتی میں ابا جان کی خدمت میں پیش کر دیتا تھا۔ آپؒ اپنے پورے خاندان کو ہمیشہ مل جل کر اتفاق و اتحاد سے رہنے کی تلقین کرتے اور آپؒ کی یہ کوشش ہوتی کہ تمام رشتہ دار دین کی خدمت کیلئے یک جان ہو کر کام کریں۔ یہی وجہ تھی کہ خاندان میں سے جو بھی جامعہ اور دین کی خدمت کرتا آپؒ اس پر جان تک قربان کر دیتے تھے اور اسے صلہ رحمی کا مستحق سمجھتے تھے۔ آپؒ تمام معاملات میں اپنے بھائیوں کو ساتھ ساتھ رکھتے اور انہیں دین کی خدمت کرنے کی تلقین بھی فرماتے۔ جو کہ

بدستور خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔

آپؒ کی دین سے از حد محبت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ دین سے تعلق کی وجہ سے آپ نے مجھ جیسے ادنیٰ سے انسان کو اپنا بیٹا بنا کر سایۂ شفقت سے نوازا اور صلہ رحمی کی پاسداری کرتے ہوئے ہمیشہ اپنی رفاقت میں رکھا۔ آپؒ اکثر مجھے بخاری شریف کی ایک حدیث کا ٹکڑا سنایا کرتے تھے (فاظفر بذات الدین) اور کہتے کہ ہم نے تو دین کی وجہ سے رشتہ داری چنی ہے۔ آپ اپنے تمام رشتہ داروں کی دیکھ بھال کرتے اور انکی خوشی غمی میں برابر شریک ہوتے تھے۔

سادگی : آپ رحمہ اللہ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ لوگ شاہد ہیں کہ آپ رحمہ اللہ ہمیشہ سادہ لباس پہنتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ دو تہمند یں کتنے ہی سالوں سے آپؒ استعمال کر رہے تھے۔ جبکہ انہیں دوبارہ سلائی بھی لگائی ہوئی تھی۔ کئی کئی سالوں تک آپ ایک ہی جوتا پہنے رکھتے۔ کئی مرتبہ جوتے کی تبدیلی کی بات ہوتی تو آپؒ فرماتے نہیں بس میرا اسی سے اچھا کام چل رہا ہے۔ نئی گاڑی خریدنے کیلئے اکثر جماعتی احباب اصرار کرتے مگر آپؒ ان کی بات کو مذاق میں ٹال دیتے اور تا دم واپسیں وہی پرانی گاڑی ہی استعمال کرتے رہے۔ جب بھی عرض کیا جاتا کہ جی آپؒ دن رات لمبے لمبے سفر کرتے ہیں۔ جب کہ گاڑی کافی پرانی ہو چکی ہے اور زہریلا دھواں بھی چھوڑتی ہے، اسے تبدل کر لیں۔ تو آپؒ فوراً الحمد للہ کہہ کر فرماتے۔ بھئی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہمارے پاس یہ بہترین گاڑی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کے پاس سائیکل تک نہیں ہوتی۔ آپؒ نے آخری دم تک وہی گاڑی زیر استعمال رکھی۔ آپؒ نے کھانے پینے میں کبھی بھی تکلف کو پسند نہیں کیا۔ بلکہ جو کچھ بھی کھانے کو مل جاتا بطیب خاطر کھا لیتے۔ کئی مرتبہ جامعہ کے مطعم سے کھانا منگوا کر بخوشی کھاتے۔ آپؒ جب گھر میں ہوتے تو اکثر شام وعشا کے بعد جامعہ کے گیٹ پر عام کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چارپائی پر بیٹھتے اور آتے جاتے لوگوں خصوصاً بچوں سے سلام وکلام فرماتے۔

کرامت: شیخ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے کئی ایک کرامتوں سے نوازا تھا۔ ان میں سے آپؒ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ جو شخص ایک بار آپ سے ملاقات کرتا یا آپؒ کی مجلس میں بیٹھ جاتا تو وہ فوراً آپؒ کا عقیدت مند بن جاتا۔ مکۃ المکرمۃ میں ایک بہت بڑے عالم دین نے مجھے کہا کہ یقیناً شیخ محمد مدنی رحمہ اللہ کے پاس کوئی بہت قیمتی ورد یا وظیفہ ہے جس کی وجہ سے وہ جسے ملتے ہیں وہ آپؒ کا ہو جاتا ہے۔ دراصل

وجہ یہ تھی کہ شیخ ” اللہ تعالیٰ کے بن گئے تھے اور اللہ ان کا بن گیا تھا۔ سچ ہے: ﴿من کان للہ کان اللہ لہ﴾ نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے انہیں صاحبِ کرامت بنا دیا۔

فہم و فراست اور سیاسی بصیرت:

آپ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجے کی فہم و فراست عطا فرمائی تھی۔ کئی برس پہلے جب صدام کا فتنہ اٹھا تو آپؒ نے حرمین شریفین کے تقدس کیلئے ''تحفظ حرمین شریفین موومنٹ پاکستان'' کے نام سے ایک زبردست تحریک چلائی اور پوری کائنات پر ثابت کیا کہ صدام غلطی پر ہے۔ اور جلد ہی پوری دنیا نے آپؒ کے موقف کی تائید کی۔ اور تسلیم کیا کہ واقعی صدام ایک دشمنِ اسلام اور غدارِ حرمین شریفین ہے اسی طرح گزشتہ دنوں اسامہ اور ملا عمر کے نام سے ایک نیا فتنہ رونما ہوا تو شیخ رحمہ اللہ نے علالت کے باوجود جہلم کی مرکزی جامع مسجد چوک اہل حدیث میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا اور اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے ملا عمر اور اسامہ کے فتنے سے لوگوں کو آگاہ کیا اور ساتھ ہی نام نہاد جہادی تنظیموں کی اصلیت کی قلعی بھی کھولی۔ اور ثابت کیا کہ یہ لوگ اسلام اور امتِ مسلمہ کیلئے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ حکومتِ پاکستان سمیت تمام اہلِ علم نے آپؒ کے اس موقف کی بھرپور حمایت کی اور آپؒ کے دلائل کو دل و جان سے تسلیم کیا اللہ رب العزت کی عطا کردہ فہم و فراست اور سیاسی بصیرت سے آپؒ سیاسی و ملکی حالات پر ہمیشہ کڑی نظر رکھتے اور ہر خطبۂ جمعہ کے اخیر میں قرآن و سنت کی روشنی میں ان پر زبردست تبصرہ فرماتے تھے۔

فنِّ خطابت: اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے شیخ رحمہ اللہ کو فنِ خطابت میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جب تک آپ رحمہ اللہ مدینہ یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم رہے، مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں نماز مغرب کے بعد اور ہر جمعہ کو بعد از نماز جمعہ مسلسل چار سال درس قرآن و حدیث دیتے رہے اور وہاں لاکھوں لوگوں کو ان کے دروس سے اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم نصیب فرمایا اور حج کے موسم میں سرکاری طور پر بیت اللہ میں آپؒ کے دروس کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔ اور منا اور عرفات میں بھی آپ رحمہ اللہ حجاج کی دینی رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔

علاوہ ازیں آپؒ نے پاکستان، عرب امارات، سعودی عرب، کویت، قطر اور برطانیہ میں بھی برسوں خطابت کے جوہر دکھائے۔ بڑی بڑی کانفرنسوں اور جلسوں میں جب آپؒ کا خطاب شروع ہوتا تو

سامعین پر سناٹا چھا جاتا۔لوگ ہمہ تن گوش ہو کر آپ ؒ کا خطاب سنتے ۔قدرت کی طرف سے آپ ؒ کو بلند و سریلی آواز اور مضبوط گلا عطا کیا گیا تھا۔آپ ؒ اپنے خطاب میں ترنم سے جب قرآن مجید پڑھتے تو حاضرین جھوم اٹھتے ۔آپ ؒ کے خطاب میں علمی و ادبی رنگ کے علاوہ لطف اندوزی کی بھی نمایاں جھلک نظر آتی تھی ۔ آپ ؒ کا خطاب ہمیشہ قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین ہوتا۔اسی لئے جو شخص آپ ؒ کا خطاب ایک بار سن لیتا، وہ آئندہ خطاب سننے کیلئے منتظر رہتا۔

صبر و شکر: تقریباً آٹھ نو ماہ تک آپ ؒ بیمار رہے۔دوران بیماری بخار کی انتہائی شدتیں بھی پیدا ہوئیں۔مگر آپ ؒ نے کبھی کسی کے سامنے گلہ شکوہ نہیں کیا۔ بلکہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔بیشمار دوست احباب نے جوق در جوق آپ ؒ کی عیادت کی۔جس نے بھی پوچھا: مدنی صاحب! آپ کا کیا حال ہے؟ کیسی طبیعت ہے؟ تو جواب میں آپ ؒ فرماتے: ''الحمدللہ! بہتر ہے۔'' بلکہ وفات سے چند گھڑیاں پہلے میں نے پوچھا کہ شیخ صاحب! کیا حال ہے؟ تو آپ ؒ نے انتہائی کمزوری کے باوجود فرمایا: ''الحمدللہ۔'' چیف ایگزیکٹو جناح ہسپتال پروفیسر ڈاکٹر عیص محمد صاحب سمیت دیگر سٹاف نے اقرار کیا کہ ہم نے بے شمار مریض دیکھے ہیں۔مگر ان سے بڑھ کر صبر و شکر والا مریض نہیں دیکھا۔قرآن وحدیث کے مطابق آپ ؒ کا یقینِ کامل تھا کہ مؤمن کو تکلیف کے بدلے اجر و ثواب ملتا ہے اور اگر صبر کر لیا جائے تو مزید عظمت حاصل ہو جاتی ہے۔اسی لئے اکثر آپ ؒ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

سو سکھ دیویں، تے اک دکھ دیویں، شان و دھاون کارن
نور محمدا لائق نہیوں متھے تیوڑی پاون

آخری لمحات:

آپ رحمہ اللہ میں بے حد استغنا تھا۔ دورانِ بیماری گورنر پنجاب جناب خالد مقبول صاحب جہلم کے دورے پر آئے سب سے پہلے انہوں نے جامعہ علوم اثریہ کا خصوصی وزٹ کیا۔آخر میں گورنر صاحب شیخ صاحب ؒ کی عیادت کیلئے ان کی رہائش گاہ پر گئے۔ان کے ہمراہ ضلعی ناظم چوہدری فرخ الطاف صاحب اور ممتاز صحافی محمود مرزا جہلمی صاحب بھی تھے۔گورنر صاحب نے شیخ رحمہ اللہ کو اپنی طرف سے خصوصی علاج کی تین مرتبہ پیش کش کی۔لیکن آپ رحمہ اللہ نے تینوں دفعہ یہی جواب دیا کہ میرا علاج ہو رہا ہے اور الحمدللہ میں

بہتر ہو رہا ہوں۔ پھر بھی گورنر صاحب نے اگلے روز جناح ہسپتال سے ڈاکٹروں کی ایک خصوصی ٹیم بھیجی۔ جامعہ پہنچ کر انہوں نے شیخ صاحبؒ کا چیک اپ کیا اور جناح ہسپتال میں فوری داخل ہونے کیلئے کہا۔ آپؒ کو سرکاری ایمبولینس میں جناح ہسپتال لاہور لے جایا گیا۔ آپؒ کے علاج میں ادویات کی کمی تھی نہ دعاؤں کی۔ ڈاکٹروں نے آپؒ کے علاج اور چیک اپ میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر ﴿وما تشاء ون إلا أن یشاء الله﴾ کے مطابق اللہ کی مرضی کچھ اور تھی۔ شیخ صاحبؒ بھی اکثر فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ان کا یہ تکیہ کلام تھا: ''مرضی میرے اللہ دی'' اور اس کے بعد پڑھا کرتے: ﴿وما تشاء ون إلا أن یشاء الله رب العالمین﴾ وفات سے چند دن پہلے آپؒ کی پوری فیملی اور دیگر احباب جناح ہسپتال آپؒ کی عیادت کو پہنچے۔ آپؒ نے تمام حاضرین کو بار بار درود پڑھنے کو کہا اور خود بھی کثرت سے درود ابراہیمی پڑھا۔ کبھی کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتے اور کبھی ﴿حسبنا الله ونعم الوكيل نعم المولى ونعم النصير﴾ نماز کا وقت ہو چکا تھا اس لئے آپؒ نے تمام حاضرین کو نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خود بھی دیر تک اشاروں سے نماز پڑھتے رہے۔ وفات سے ایک دن پہلے اچانک فرمانے لگے: ''میرا کمرہ تیار ہے؟'' ہم نے عرض کیا: ''جی ہاں تیار ہے۔'' پھر کہنے لگے: ''یہ کھڑکی کھول دو۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ یہ جزیرہ کتنا خوبصورت ہے۔'' پھر کہا: ''پھل نہ توڑو، لکڑی تک بھی نہ توڑو۔'' تھوڑی دیر سکوت کیا۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: ''فیض! تجھے کیا معلوم میری کتنی ہی نمازیں رہتی ہیں۔ بس مجھے غسل دو، مجھے پاک کرو، میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔'' پاس ہی آپؒ کا بھتیجا حافظ عمر عبدالحمید کھڑا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ نیچے باغیچے سے مٹی لاؤ۔ وہ مٹی لینے چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں آپؒ کی دونوں بیویاں آپؒ کے پاس آئیں تو آپؒ نے ان سے کہا۔ وضو کرو اور نفل پڑھو۔ تھوڑی دیر بعد ہمیں کہنے لگے بس مجھے ذکر اذکار کرنے دو اور ساتھ ہی ﴿انا لله وانا الیه راجعون﴾ پڑھنا شروع کر دیا۔ وفات کے روز صبح آپؒ نے فرمایا۔ مجھے غسل دے دو۔ مجھے پاک کر دو۔ بس میں نے نمازیں پڑھنی ہیں۔ میں نے عرض کیا پانی ٹھنڈا ہے' فرمانے لگے: ''کوئی بات نہیں۔ بس مجھے غسل دے دو۔ وہ سامنے جہاز تیار کھڑا ہے۔ مجھے اس میں بٹھا دو۔'' حکیم ابراہیم صاحب نے پوچھا: ''آپ کہاں جائیں گے؟'' کہا: ''سیدھا جنت جاؤں گا۔'' پھر اپنی والدہ محترمہ کو یاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ امی جان کو بلاؤ۔ اسی دوران گھر سے والدہ کا ٹیلی فون آ گیا۔ چنانچہ آپؒ نے جی بھر کر ان سے باتیں کیں۔ (ماشاء الله)

فون کے فوراً بعد میں اور قاری غلام رسول صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپؒ کے پاس آپؒ کے چھوٹے بھائی حافظ عبدالرؤف صاحب اور حکیم ابراہیم صاحب موجود تھے۔ میں نے سلام کیا پھر پوچھا: شیخ صاحب! آپ کا کیا حال ہے؟ بڑی مشکل سے جواب دیا: ''الحمدللہ''۔ کیونکہ اس وقت آپؒ کی زبان اور ہونٹ بہت خشک تھے۔ آپؒ کی یہ حالت دیکھ کر میں بہت پریشان ہوگیا۔ حکیم ابراہیم صاحب مجھے کہنے لگے۔ فیض صاحب ہم انہیں جوشاندہ پلائیں۔ تاکہ پیشاب کھل کر آئے اور طبیعت کچھ بہتر ہو جائے۔ میں نے کہا نہیں۔ زبان اور ہونٹ بہت خشک ہیں۔ لہذا آپ انہیں سیب کے جوس کے ایک دو چمچ پلائیں۔ وہ جوس پلانے لگے اور میں کمرے کے سامنے (Reception) ریسپشن کی طرف ڈاکٹروں کو بلانے کیلئے دوڑا۔ شیخ رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی حافظ عبدالحمید صاحب بھی (Reception) ریسپشن کی طرف آ گئے۔ ادھر شیخ رحمہ اللہ نے انگشت شہادت اٹھائی اور کلمہ شہادت ''أشھد أن لا أله ألا اللہ وأشھد أن محمداً رسول اللہ'' پڑھا۔ حکیم صاحب کلمہ سن کر فوراً کمرے سے باہر (Reception) ریسپشن کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ شیخ صاحب کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ہے۔ ہم تینوں فوراً کمرے میں واپس آئے۔ میں آپؒ کے دائیں جانب چہرے کے قریب ہوا۔ اس وقت آپؒ نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور ساتھ ہی آپؒ کی روح پرواز کرگئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ (Reception) ریسپشن سے ڈاکٹروں کی ٹیم بھی پہنچ گئی۔ انہوں نے مجھے پیچھے کیا اور شیخ صاحب کو چیک کرنے لگے۔ لیکن اس وقت آپؒ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔ آپ کی مومنانہ موت دیکھ کر میرے ذہن میں فوراً وہ حدیث آ گئی جو حضرۃ الشیخ رحمہ اللہ اپنے خطابات میں اکثر بیان کیا کرتے تھے کہ (من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ) (مسند احمد) ترجمہ: ''جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا'' شیخ رحمہ اللہ کی وفات کا غم اپنی جگہ مگر ہمیں اطمینان اس بات پر ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ موت دے کر جنت الفردوس عطا فرما دی ہے۔ (ان شاء اللہ)

جامعہ أثریہ سے محبت :

آپ رحمہ اللہ کو جامعہ أثریہ سے اس قدر محبت تھی کہ زندگی کے آخری ایام میں بھی آپؒ جامعہ جامعہ پکارتے رہے۔ حتی کہ ہسپتال میں انجکشن لگانے کیلئے جب ڈاکٹر نے آپؒ کی مٹھی بند کروائی اور اس کے بعد کھولنے کو کہا تو آپؒ نے فرمایا یہ جامعہ کی مٹھی ہے اسے کوئی نہیں کھول سکتا اور دعا کریں کہ قیامت تک یہ مٹھی

بندر ہے۔ ڈاکٹر کے استفسار پر ہم نے وضاحت کی کہ جہلم شہر میں ہمارے دو جامعات ہیں جن کا شیخؒ تذکرہ کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ہسپتال جانے سے قبل آپؒ نے جامعہ کی مسجد سلطان کیلئے اعلیٰ ترین آل وولن کارپٹ کا آرڈر دیا جو کہ آپؒ کی زندگی ہی میں تیار ہو کر مسجد میں آ گیا مگر آپؒ اسے دیکھ نہ سکے۔

نماز جنازہ: وفات کے فوراً بعد آپؒ کو ایمبولینس میں جہلم لے جایا گیا۔ آپؒ کی وفات کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیشنل چینل نے رات ہی کو آپؒ کی وفات کی خبر نشر کر دی اور اگلی صبح تمام قومی اور بین الاقوامی اخبارات نے بھی شائع کر دی۔ حسب پروگرام 19 فروری بروز منگل نماز ظہر کے بعد ہزاروں عقیدت مندوں کی موجودگی میں شیخؒ کے جسد خاکی کو اٹھایا گیا اور نماز جنازہ کیلئے جہلم کے شیشہ گراؤنڈ میں لے جایا گیا۔ چارپائی کے نیچے بانس باندھنے کے باوجود کتنے ہی لوگ کندھا دینے سے محروم رہ گئے۔ رش اتنا تھا کہ صفوں کی درستی مشکل ہو گئی۔

ٹھیک پونے تین بجے آپؒ کے چھوٹے بھائی مدیر الجامعہ (جو کہ اب رئیس الجامعہ ہیں) حافظ عبدالحمید صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی نے انتہائی رقتِ قلبی سے آپؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں غیر ملکی سفارتکاروں، شیوخ الحدیث، علماء، خطبا، طلبہ اور سیاسی و سماجی شخصیات کے علاوہ ایک جم غفیر نے شرکت کی۔ ہر طرف سے آہوں اور سسکیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ یہ سماں دیکھ کر مجھے بخاری شریف کی وہ حدیث یاد آ گئی جس میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ نیک عمل کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبریل امینؑ سے حکماً فرماتے ہیں۔ یہ بندہ میرا محبوب بن گیا ہے۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور تمام فرشتوں سے کہہ دو کہ وہ بھی اس سے محبت کریں او رپوری کائنات کے نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دو۔ (سبحان اللہ)

یہی وجہ تھی کہ اس دن ہر نیک بندہ اللہ کے حضور دل کی گہرائیوں سے آپؒ کیلئے مغفرت کی دعائیں کر رہا تھا۔ بعدازاں دوسری مرتبہ آپؒ کی نماز جنازہ جامعہ علوم اُثریہ میں ادا کی گئی۔ آخر میں اس علم وعمل کے پیکر کو جہلم کے قبرستان میں آپؒ کے والد محترم کے پہلو میں بھاری دلوں، بوجھل دماغوں اور اشکبار پلکوں سے سپرد خاک کر دیا گیا۔ تکمیلِ تدفین کے بعد آپؒ کی قبر پر حضرۃ الحافظ عبدالرزاق سعیدی صاحب نے انتہائی خشوع وخضوع سے اللہ کی بارگاہ میں آپؒ کیلئے مغفرت کی دعائیں کیں۔ سب کی زبانوں پر آمین آمین کی صدا تھی۔ ہر آنکھ پرنم تھی۔ (اللھم اغفرلہ وارحمہ)

حلقۂ احباب:

جس طرح آپؒ کے والد گرامی حضرۃ مولانا الحافظ عبدالغفورؒ کا حلقۂ احباب عرب وعجم تک پھیلا ہوا تھا۔ اسی طرح حضرۃ الشیخ علامہ محمد مدنیؒ کا بھی عرب وعجم بلکہ یورپ تک وسیع حلقۂ احباب تھا۔ اکثر وبیشتر سعودی عرب، کویت، قطر اور عرب امارات میں آپؒ کو سرکاری مہمان کی حیثیت سے خصوصی دعوت دی جاتی تھی اور سرکاری وغیر سرکاری پروگراموں میں آپؒ کے خطابات بھی ہوتے تھے۔ سعودی عرب میں مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ، امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل، امام کعبہ الدکتور عمر بن محمد السبیلؒ، امام کعبہ الدکتور صالح بن حمید رئیس شؤن مسجد الحرام ومسجد النبوی، امام کعبہ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس، امام کعبہ الشیخ سعود الشریم، رابطہ عالم اسلامی کے سابق سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ صالح العبید اور موجود سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی، وائس چانسل مدینہ یونیورسٹی ڈاکٹر عبداللہ الزائد، فضیلۃ الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندھیؒ کے علاوہ مدینہ یونیورسٹی کے پروفیسرز اور دیگر بڑے بڑے شیوخ وعلما نیز سعودی حکمرانوں نے آپؒ کے خصوصی اور براہ راست تعلقات تھے۔ سب حضرات ہمیشہ آپؒ کو قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپؒ اور آپؒ کے والد گرامی کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ ان کی دعوت پر امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل، امام کعبہ الدکتور عمر بن محمد السبیلؒ، فضیلۃ الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندھیؒ کے علاوہ کثیر تعداد میں شیوخ سعودیہ جہلم (پاکستان) میں جامعہ علوم اُثریہ کی زیارت کیلئے تشریف لائے۔ جبکہ امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل دو مرتبہ جہلم تشریف لائے، پہلی مرتبہ ستمبر 1979ء میں جب آپ نے اے ٹی گراؤنڈ جہلم میں تاریخی خطبۂ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ جہاں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا اور دوسری مرتبہ جون 1986ء میں جامعہ علوم اُثریہ جہلم میں صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث پر فاضلانہ درس ارشاد فرما کر تعلیمی افتتاح فرمایا۔ جب کہ رات کو شیشہ گراؤنڈ میں بہت بڑا جلسہ عام ہوا۔

آپؒ کے حاکم شارجہ الدکتور سلطان بن محمد القاسمی جنہوں نے اپنے ذاتی خرچ سے جامعہ علوم اُثریہ کی عظیم الشان عمارت تعمیر کروائی، سے بھی انتہائی گہرے تعلقات تھے۔ آپؒ جب بھی امارات کا دورہ کرتے تو حاکم شارجہ، حاکم الفجیرہ، حاکم رأس الخیمہ اور فضیلۃ الشیخ عبداللہ محمد سالم السلوی سے آپؒ کی ملاقات ضرور ہوتی۔ یاد رہے اپریل ۱۹۸۳ء میں حاکم شارجہ نے حضرۃ الحافظ عبدالغفور صاحبؒ کی خصوصی دعوت پر جہلم کا دورہ کیا اور اپنے دستِ مبارک سے جامعہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ بحمد اللہ جو آج ایک عظیم الشان علمی شاہکار

کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

سانحۂ کویت میں آپؒ نے مظلوم کویتیوں کی ہر طرح سے بھرپور حمایت کی۔ جس کی وجہ سے امیر کویت سے لے کر کویتی باشندے تک ہر کوئی آپؒ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ کئی کویتی سفیر آپؒ کی دعوت پر جامعہ علوم اُثریہ میں تشریف لائے۔ کویت کے بڑے بڑے سرکاری پروگراموں میں ہمیشہ آپؒ کو مدعو کیا جاتا تھا۔

قطر میں وزارت اوقاف کی جانب سے ہر سال آپؒ کو بلایا جاتا اور پورے ملک میں آپؒ کے خصوصی دروس رکھے جاتے۔ قطر کے وزیر اوقاف، قضاۃ اور ارکان کابینہ کے علاوہ بڑے بڑے شیوخ آپؒ سے ملاقات کے منتظر رہتے۔ جونہی آپؒ وہاں تشریف لے جاتے تو گھنٹوں آپؒ سے مجلس ہوتی۔ ایک بار مجھ ناچیز کو بھی آپؒ کی معیت میں قطر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں اعلیٰ افسران اور کبار علما و شیوخ نے آپؒ کی جو عزت و تکریم کی اس نے مجھے حیرت میں مبتلا کر دیا۔ آپؒ جدھر جاتے معتقدین کا تانتا بندھ جاتا۔ قطر میں ڈاکٹر شاہ محمد علوی صاحب ہمیشہ آپؒ کے خصوصی میزبان ہوتے تھے۔ اسی طرح عرب امارات میں حاکم فجیرہ، وزیر اوقاف، کثیر تعداد میں شیوخ اور سرکاری افسران کی آپؒ سے بڑی گہری عقیدت تھی۔ وزارت اوقاف کی طرف سے آپؒ کو عرب امارات کا خصوصی اقامہ حاصل تھا۔

یورپ میں آپؒ کے بے شمار عقیدت مند آپؒ کو دعوت و تبلیغ کیلئے ہر سال بلاتے تھے اور آپؒ وہاں جا کر قرآن و حدیث کی بارش سے ان کی پیاس بجھاتے تھے۔

پاکستان میں آپ کے تعلقات اور حلقۂ احباب کی وسعت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جگہ جگہ آپؒ نے تقریریں کیں۔ میرے خیال میں پاکستان میں کوئی علاقہ ایسا نہ ہوگا جہاں آپؒ کا کوئی عقیدت مند موجود نہ ہو۔ حکومتی سطح پر بھی آپؒ کو بڑی پذیرائی حاصل تھی۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان میں آپؒ کو ایک اعلیٰ ترین مقام حاصل تھا۔

آپ کی ذمہ داریاں:

آپؒ اکیلے ہی ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپؒ کے کندھوں پر بھاری ذمہ داریاں تھیں جنہیں آپؒ نے ہمیشہ خوش اسلوبی سے نبھایا۔ آپؒ بیک وقت

۱۔ رئیس عام جامعہ علوم اُثریہ (للبنین) جہلم ۲۔ رئیس عام جامعہ اُثریہ للبنات جہلم

۳۔خطیب مرکزی مسجد اہلحدیث جہلم ۴۔نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان
۵۔رئیس عام تنظیم المساجد الأثریہ پاکستان ۶۔چیئرمین تحفظ حرمین شریفین موومنٹ پاکستان
۷۔چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''حرمین''،جہلم ۸۔چیئرمین أثریہ ٹرسٹ ہسپتال بھٹیال
کے عہدوں پر فائز تھے۔ ﴿ذلک فضل الله یؤتیه من یشآء والله ذو الفضل العظیم﴾

نیک ارادے جو پورے نہ ہو سکے:

۱۔ جس طرح آپؒ نے تیس ہزار کے قریب مختصر سیرت الرسول ﷺ اردو اور عربی میں چھپوا کر مفت تقسیم کروائی تھی اسی طرح آپؒ ایک جدید طرز پر قرآن مجید کا ترجمہ مع مختصر تفسیر لکھوا کر بھی مفت تقسیم کرنا چاہتے تھے اور اس کیلئے آپؒ نے مکمل تیاری بھی کر لی تھی۔ نیز لاہور میں اس کی کتابت و طباعت کی بات بھی ہو چکی تھی۔ مگر اس عظیم الشان منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے پہلے ہی آپؒ اللہ کو پیارے ہو گئے

۲۔ عنقریب آپؒ ایک اور بہت بڑا جامعہ تعمیر کروانا چاہتے تھے مگر زندگی نے وفا نہ کی اور اس کا ارادہ لئے آپؒ اس دنیا سے رختِ سفر باندھ گئے۔

۳۔ آپؒ نے اپنی زندگی میں بے شمار حج اور عمرے کئے۔ اس مرتبہ بھی آپؒ کا حج کرنے کا پکا ارادہ تھا۔ جس کا آپؒ نے اپنے آخری خطبۂ جمعہ میں ذکر بھی کیا۔ لیکن آپؒ حج سے قبل ہی وفات پا گئے۔
یقیناً یہ گراں قدر خدمات قیامت تک آپؒ کیلئے صدقۂ جاریہ کی صورت میں قائم و دائم رہیں گی اور جتنے بھی نیک ارادے دل میں لے کر گئے ان کے عوض اللہ تعالیٰ قیامت تک آپؒ کو اجر عظیم عطا فرماتا رہے گا۔
(ان شاء الله)

آپؒ کیلئے باقیات صالحات:

آپؒ کے حالات زندگی پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث:
(إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة أشياء: صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له) (صحیح مسلم/کتاب الہبات) ترجمہ: ''جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو دنیا کے ساتھ اس کا عمل کٹ جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقۂ جاریہ، نفع بخش علم اور نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔'' آپؒ کی ذات پر مکمل منطبق ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث میں مرنے والے انسان کیلئے